

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اسرا و معراج رسول ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال اللہ جل جلالہ سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهِ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَرَكْنَا
حَوْلَهُ لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ [بنی اسرائیل: ۱]

”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (محمد) کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد بیت المقدس تک جس کے آس پاس
(ملک شام ہے) ہم نے دینی اور دنیوی برکات رکھے ہیں (تجربہ انگیز انداز میں اس واسطے) لے گئے تاکہ ہم ان
کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے اور دیکھنے والے ہیں۔“
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک:

محترم سامعین! آپ کے سامنے میں نے جس آیت مبارکہ کی تلاوت کی اس میں واقعہ معراج کی طرف اشارہ
ہے، واقعہ معراج قرآن کریم میں اجمالاً جبکہ کتب سیرت و تاریخ، احادیث نبوی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے ذخائر
اس واقعہ سے مفصل تحقیقی اور دلائل سے بھرے پڑے ہیں، معراج کے واقعات تیس کے قریب صحابہ سے منقول
ہیں۔ یہی معمول خطباء حضرات کا ہے کہ وہ شب معراج میں پیش آنے والے واقعات کو اپنے انداز میں وقتاً
وقتاً بیان فرماتے رہتے ہیں یاد رہے کہ اسے بعض لیلۃ الاسری کے نام سے بھی ذکر کرتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ
واقعہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جو سفر ہوا اسے اسری کہتے ہیں جس کا
کلام پاک کی اس آیت میں بھی ذکر ہے۔ عام طور پر اسری رات کے سفر کو کہتے ہیں اور یہ پورا عجیب و غریب واقعہ
بھی رات میں ہوا۔

سفر آسمانوں کا:

بہر حال پھر مسجد اقصیٰ کے بعد آنحضرت کا یہ سفر آسمانوں کی طرف شروع ہوا، یہاں سے آسمانوں تک کے سفر کو
معراج کہتے ہیں، میں آپ کو احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ بتلانے کی کوشش کروں گا کہ اس سفر کی کیفیت کیا
تھی؟ یہ سفر کیسے شروع ہوا؟ آپ کو اس مبارک سفر میں رب العزت نے کیا کیا عجائبات قدرت نے دکھائے؟ اور
کس غرض سے آپ ﷺ آسمانوں پر سے گزر کر عرش بریں تک پہنچے؟ ان تمام باتوں کا جواب احادیث کی کتب

میں کافی اور شافی انداز میں موجود ہے۔

معراج کا معنی:

معراج کے معنی آلہ عروج کے ہیں یعنی اوپر چڑھنے کا آلہ جس کو سیڑھی بھی کہا جاتا ہے یعنی آپ کے لئے ایک سیڑھی لائی گئی جس پر آسمان کی طرف چڑھ گئے، اس لئے واقعہ کو واقعہ معراج کہتے ہیں، سب سے پہلے میں اس سفر کا ذکر کروں گا جو حرم شریف یا ام ہانی کے گھر سے شروع ہوا اس سلسلہ میں صحیح بخاری اور مسلم میں طلباء کرام بھی جانتے ہیں کہ طویل احادیث موجود ہیں جن میں سے بعض کے الفاظ یوں ہیں۔

آغاز سفر کا واقعہ:

عن قتاده عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعه رضى الله عنهما، ان النبى ﷺ حدثهم عن ليلة اسرى به: قال بينما انا فى الحطيم وربما قال: فى الحجر مضطجعا اذا تانى آت فشق ما بين هذه ولى هذه يعنى فى ثغرة نحره الى شعرته فاستخرج قلبى، ثم أتيت بطست من ذهب مملوء ايمانا قلبى ثم اعيد وفى رواية ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملئ ايمانا وحكمة ثم أتيت بدابة دون البغل، وفوق الحمار ابيض، يقال له البراق يضع خطوه عند اقصى طرفه، فحملت عليه، فانطلق بى جبريل الخ (صحيح البخارى)

ترجمہ: حضرت قتادہ انس بن مالک سے اور انہوں نے حضرت مالک بن صعصعہ سے روایت کی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے اس رات سے متعلق خبر دی جس میں آپ کو معراج کرائی گئی کہ میں حطیم میں لیٹا تھا اور بعض راوی حجر کا لفظ استعمال کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اور اس سے یہاں سے یہاں تک (میرا سینہ) چیر دیا یعنی گلے کی گرہ سے لے کر آئے عانہ (ناف) کے بالوں تک پھر اس سے انہوں نے میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، پس میرے دل کو دھو کر اسے (ایمان) سے بھر دیا اور پھر اپنی جگہ لوٹا دیا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر زمزم کی پانی سے میرے پیٹ کو دھویا گیا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو نخر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا سفید رنگ کا تھا جس کو براق کہا جاتا ہے وہ اپنے منہ سے نظر پر قدم رکھتا مجھے اس پر سوار کیا گیا، جبرائیل مجھے لے چلے۔

براق، سواری، رسول ﷺ:

اس روایت کو ذکر کرنے کا میرا مطلب یہ ہے کہ آپ حطیم یا حجر میں تھے چونکہ یہ دونوں کعبہ کے صحن میں ہیں اس لئے کبھی آپ حطیم اور کبھی حجر فرماتے ہیں اس کے بعد آپ کا سینہ چیر دیا گیا گویا یہ ایک آپریشن تھا، اور آپ کا مبارک دل نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا گیا، اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ میں کمال معرفت و علم

بھردیا جائے تاکہ انوارت الہیہ برداشت کرنے کی قوت پیدا ہو آپ نے فرمایا ”تم اہمیت ہدایہ یہ ایک قسم کا جانور تھا جسے براق کہتے تھے یہ تمام انبیاء کرام کی سواری کیلئے مقرر تھا“ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ ہرنی کے مقام و مرتبہ کے مطابق اس کا براق بھی ہے جیسے ہرنیمبر کا الگ الگ حوض ہے پس یہ براق آپ کے ساتھ خاص تھا۔

معزز دوستو! حضرت جبرائیل نے رکاب جبکہ حضرت میکائیل نے لگام تھام کر آپ کو سوار کیا، سیرت کے کتب میں ہے کہ سوار ہوتے وقت براق نے کچھ شوخی کی مگر حضرت جبرائیل نے فرمایا براق شوخی نہ کر۔ آج تک آنحضرت ﷺ سے مبارک اور افضل ترین شخصیت نے تم پر سواری نہیں کی یہ منکر براق شرم و ہیبت کی وجہ سے پسینہ سے شرابور ہو گیا۔
دوران سفر کے عجائب:

بیت المقدس جاتے وقت آپ نے عجائب و غرائب دیکھے مثلاً طبرانی اور بیہقی کے روایت میں ہے کہ جاتے وقت دوران سفر دائیں طرف سے آواز آئی ”یا محمد علی رسلک“ یا محمد ذرا ٹھہر میں آپ سے کچھ پوچھتا ہوں۔ تاہم میں نے توجہ نہ دی پھر آگے چل کر بائیں طرف سے آواز آئی: ”یا محمد علی رسلک“ اے محمد ذرا ٹھہر جائیے۔ آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میں اسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھا تو سامنے کی طرف سے ایک بڑھیا زینت و سنگار کئے ہوئے آ کر بولی ”یا محمد علی رسلک“ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں میں نے اسے بھی نظر انداز کر دیا اور آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچا اور براق کو اسی حلقہ سے باندھ دیا جس کے ساتھ اور انبیاء کرام اپنی اپنی سواری باندھ دیا کرتے تھے میں نے مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد پڑھی اس کے بعد جبرائیل امین نے مجھ سے پوچھا راستے میں کیا ماجرا پیش آیا میں نے پیش آمدہ واقعہ ذکر کر دیا اس پر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جو آواز آپ نے دائیں طرف سے سنی تھی وہ یہود کا داعی تھا اگر آپ ٹھہر جاتے تو آپ کی امت مذہب یہودیت اختیار کرتی اور بائیں جانب کی آواز داعی نصاریٰ کی تھی بالفرض آپ وہاں رک جاتے اور ان کی متابعت کرتے تو آپ کی امت کے لوگ نصاریٰ ہو جاتے اور جو عورت بن سنور کر سامنے کی طرف سے آئی وہ دنیا تھی اگر آپ ٹھہر جاتے ”لا اخترت الدنیا علی الاخرۃ“ آپ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے لیکن آپ نے یہ سب کچھ چھوڑ کر آگے بڑھے اور حق ہی کو اختیار کیا۔

شعی و والدیؑ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ شب معراج میں جبرائیلؑ کیساتھ اوپر تشریف لے جا رہے تھے تو بیت المقدس میں بطور مہمانی و ضیافت مختلف مشروبات پیش کئے گئے ایک گلاس پانی کا بھرا ہوا تھا دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں دودھ تھا اور چوتھے میں شراب تھی مگر یاد رہے کہ یہ جنت کی شراب تھی یعنی (شراب طہورا) جو تمام مسلمانوں کو جنت میں ملیگی اور طیب و طاہر اور ہر قسم کی خرابیوں سے پاک صاف ہوگی مگر پھر بھی شراب ہی اس کا نام تھا حضور اقدس ﷺ نے نہ پانی لیا نہ شہد اور نہ شراب بلکہ دودھ پی لیا

حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا، الحمد للہ کہ آپ نے دودھ پی لیا یہ فطرت کے مطابق ہے اور دودھ عالم مثال میں علم کی شکل ہے، گویا اشارہ تھا کہ آپ کی امت علم میں باکمال اور سارے عالم میں ممتاز رہیگی، اگر آپ شہد پی لیتے تو امت لذتوں میں پڑ جاتی اور اگر شراب پی لیتے جو اگرچہ طہور تھا تو امت گمراہی میں مبتلا ہو جاتی۔ اگر پانی پی لیتے تو بے کمال رہ جاتی کیونکہ پانی صفات اور کمالات سے خالی ہے نہ میٹھا نہ کڑوا، نہ سرخ نہ زرد نہ خوشبودار اور نہ بدبودار۔ اس میں بالفعل کوئی کمال نہیں، شہد میں لذت اور مٹھاس ہے، شراب دنیوی مزیل عقل ہے اور اخلاق رزیلہ برا بیچتہ کرتی ہے۔ حضور ﷺ نے ان سب کو چھوڑ کر دودھ پی لیا جو علم سے تعبیر ہے تو امت میں بھی علم سرایت کر گیا۔

امام الانبیاءؑ کی اقتداء میں نماز:

محترم سامعین! آنحضرت ﷺ نے انبیاء کرام کو دیکھا، تمام اولین و آخرین نے آپ کی اقتداء میں وہیں نماز ادا کی، اسی لئے تو خاتم الانبیاء ﷺ کو امام الانبیاءؑ کہا جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں اس کی تفصیل یوں آئی ہے:

وعن ابی ہریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ لقد رأيتني في الحجرِ وقریش تسألني عن مسراي، فسألتنی عن اشیاء وعن بیت المقدس لم اثبتہا، فکريت کرباً ما کريت مثله فرفعه الله لی انظر الیه، فما یسألونی عن شی الا انبأتهم به، وقد رأيتني فی جماعة من الانبیاء، فاذا موسیٰ قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانه من رجالِ شعوۃ واذا عیسیٰ قائم یصلی اقرب الناس به شبها عروۃ بن مسعود الثقفی، واذا ابراهیم قائم یصلی اشبه الناس به صاحبکم یعنی نفسه فحانت الصلاة فامتهم فلما فرغت من الصلاة قال لی قائل: یا محمد هذا مالک خازن النار فسلم علیہ فالتفت الیه فبدأنی بالسلام (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو مقام حجر میں دیکھا قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات پوچھے جو مجھے یاد نہ تھیں، میں اتنا غمگین ہوا کہ اتنا غمگین کبھی نہ ہوا تھا۔ اللہ نے اسے میرے سامنے کر دیا میں اسے دیکھ رہا تھا وہ جس چیز کے متعلق پوچھتے بتا دیتا اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام کی جماعت میں دیکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جو ان سے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے انکے ساتھ سب زیادہ مشابہ تمہارا یہ صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کی جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو مجھے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد! یہ دوزخ کے خازن مالک ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کر کے ابتدا کی۔

معزز سامعین! بہر حال بیت المقدس تک جو سفر ہوا وہ براق پر ہوا۔ رات کے اندھیرے میں ہوا، راستے میں آپؐ نے غرائب دیکھے۔ بیت المقدس میں باجماعت نماز پڑھی۔ کفار کے سوالات کے جوابات دیئے۔ پھر اس سے

آگے جو سفر ہوا اسے معراج کہتے ہیں اور سیڑھی پر چڑھ کر آپؐ مع جبرائیلؑ کے آسمانوں پر پہنچے۔
واقعہ معراج پر ہونے والے اعتراضات:

آدم برسر مطلب، اب رہی یہ بات کہ یہ واقعہ کب پیش آیا، اس میں مختلف اقوال ہیں، نبوت کے بارہویں سال، ماہ ربیع الاول میں وقوع پذیر ہوا، یہ اکثر علماء کا قول ہے، بعض کے نزدیک نبوت ملنے کے بعد پانچویں یا چھٹے سال ہوا، زمینی سفر براق کے ذریعے اور آسمانی سفر سیڑھی کے ذریعے ہوا۔ واقعہ معراج پر اعتراض کرنے والے ہر زمانہ میں ہوتے ہیں، سب سے پہلے اس سے قریش مکہ نے انکار کر دیا، وجہ انکار مدت قلیل میں سفر طویل کا طے کرنا ہے چونکہ یہ لوگ عقل کو معیار اور کسوٹی قرار دے رہے ہیں، عقلاً جو چیز محال ہو، اس کو ناممکن تصور کرتے تھے، لیکن عقل از خود اندھا ہے، جب تک اس کے ساتھ وحی کی روشنی نہ ہو، وحی کی ابتداء وہاں سے ہوتی ہے جہاں عقل کی انتہا ہوتی ہے، دہری لوگ اس لئے مغیبات پر ایمان نہیں رکھتے کہ وہ دکھائے نہیں دیتے۔ بدن کے اندر روح موجود ہے جس کو حیات کہتے ہیں، وہ بھی دکھائی نہیں دیتی حالانکہ بدن اور اس کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ہوا جو تمام کائنات میں پائی جاتی ہے لیکن دکھائی نہیں دیتی تو پھر ان سب چیزوں سے انکار کرنا چاہیے۔ یہ سب اعتراضات آج بھی ہو رہے ہیں، آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ لیکن شریعت جو کہے وہ پتھر کی لکیر ہوگی۔ اس میں مرور زمانہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ حقائق اس سے مزید روشن ہوں گے اور شریعت کا کہا ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اب سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور دورہ ہے، نئے نئے تحقیقات ہو رہے ہیں، انسان نے فضاؤں میں سفر کرنا شروع کر دیا ہے۔ خلائی جہاز، چاند، مریخ، زحل پر قدم رکھ رہے ہیں۔ سب کچھ ممکن ہے بلکہ مشاہدے کی بات ہے تو پھر کیا اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین، عزیز و جبار ذات ہے انسان سے بھی زیادہ کمزور ناتواں ہے؟ نعوذ باللہ

من ذالك سبحانه علوا كبيرا

مٹی اور جراثیم کش اجزاء:

چودہ سو سال بعد آپؐ کے کہے ہوئے ارشادات پر مسلمان نہیں کافر، ملحد، مشرک لوگ پریکٹس کر کے انگشت بدانداس ہیں۔ آج سے کئی سال پہلے ایک انگریز نے اس حدیث پر تحقیق شروع کی کہ آپؐ نے کتے کا جھوٹا کیا ہوا جو برتن ہو اس کے بارے میں فرمایا تھا پہلے اس برتن کو سات مرتبہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹی سے دھویا جائے، اس انگریز نے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ کتے کی زبان یعنی لعاب میں ایک قسم کے جراثیم ہوتے ہیں جو پانی کے ساتھ ختم نہیں ہوتے جب تک کہ اس کو مٹی سے نہ مانجھا جائے۔ کیونکہ مٹی میں جراثیم کش اجزاء ہوتے ہیں، جس سے وہ جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ جو بات آپؐ نے چودہ سو سال پہلے فرمائی، آج سائنس حرف بحرف اس کی تصدیق کر رہی ہے اور جہاں پر سائنسی تحقیق اور اسلامی روایات میں تصادم ہو وہاں

پرسائسی تحقیق غلط ہوگی نہ کہ شرعی و اسلامی نقطہ نظر۔
خانہ خدا سے سدرۃ المنتہی تک:

اسلئے ہم مسلمان بباگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک ہی رات میں بلکہ رات کے مختصر وقت میں خانہ خدا سے چل کر سدرۃ المنتہی پر اور وہاں سے عرش معلیٰ پر قدم رنجہ ہوئے اور عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا ہے۔ اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ واقعہ معراج ہجرت مدینہ سے پہلے پیش آیا ہے چنانچہ شاہ روم ہرقل کے دربار میں ابوسفیان سے جب آپ ﷺ کے متعلق پوچھ گچھ ہوئی تو وہ کہتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ میں جھوٹ بولوں لیکن مجھے خیال ہوا کہ مبادا میری زبان سے کوئی ایسی بات نکلے جس کی وجہ سے میں کاذب اور جھوٹا ٹھہروں تو خود کو بھی حقیر جانوں اور میری قوم بھی مجھے جھوٹ بولنے کے طعنہ دیں گے۔

یہودی عالم کی تصدیق: اسلئے میں نے شاہ روم کو اس واقعہ کی اطلاع دی تاکہ وہ خود معلوم کر لیں کہ یہ تو جھوٹ ہے میں نے شاہ روم ہرقل سے بیان کیا کہ مدعی نبوت یہ کہتے ہیں کہ وہ ایک رات مکہ مکرمہ سے نکلے اور آپ کی اس مسجد بیت المقدس تک آئے دربار میں یہودیوں کا سب سے بڑا عالم ہرقل کے سرہانے کھڑا تھا کہنے لگا میں اس رات سے بخوبی واقف ہوں شاہ روم اس عالم کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ اس عالم نے کہا کہ میری یہ عادت تھی کہ رات کو اس وقت تک نہ سوتا جب تک مسجد کے تمام دروازے بند نہ کر دیتا۔ اس رات بھی میں نے حسب عادت تمام دروازے بند کر دیئے لیکن ایک دروازہ باوجود زیادہ کوشش کے مجھ سے بند نہ ہو سکا تو میں نے اپنے عملہ کے لوگوں کو بلایا لیکن ان لوگوں سے بھی وہ دروازہ بند نہ ہو سکا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے ہم پہاڑ کو ہلا رہے ہیں تو میں نے عاجز ہو کر کاریگروں کو بلایا انہوں نے دیکھ کر کہا کہ ان کاواڑوں کے اوپر عمارت کا بوجھ پڑ گیا ہے لہذا اب صبح کو ہم دیکھ لیں گے کہ کیسے کھولا جائے۔ میں مجبور ہو کر واپس لوٹ آیا اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ صبح ہوتے ہی میں اس دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازے کے پاس پتھر کی چٹان میں سوراخ ہوا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی جانور باندھ دیا گیا ہے اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ آج اس دروازہ کو اللہ تعالیٰ نے شاید اسلئے بند ہونے سے روکا ہے کہ کوئی نبی یہاں آنے والے تھے اور پھر بیان کیا کہ اس رات آپ ﷺ نے ہماری مسجد میں نماز بھی پڑھی اسکے بعد مزید تفصیلات بھی بیان کیں۔ یہ واقعہ ابن کثیر نے بیان فرمایا۔ بہر حال جب یہودی عالم اس عظیم واقعہ کی تصدیق کر رہا ہے تو ہم مسلمانوں کیلئے اس میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ واقعہ خواب اور نیند کا نہیں بلکہ بیداری کا واقعہ ہے۔ رب ذوالجلال ہم سب کو حضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل سے نواز کر سعادت دارین سے مالا مال فرمائیں ان شاء اللہ اس رات نمازوں کا تحفہ ملنا اور دیگر احکام جو اگلے سفر میں پیش آئے اگلے جمعہ کو بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔